© rasailojaraid.com

غیر مسلموں سے استعانت

کی

شرعی حیثیت

جناب مولانا مبشر احمد دار العلوم الاسلامیہ لاہور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد: جس طرح ایک فرد دوسرے افراد کے ساتھ تعلقات رکھنے پر مجبور ہے بعینہٖ ریاستیں بھی آپس میں تعلقات قائم رکھتی ہیں ریاست افراد پر مشتمل ہوتی ہے اور ریاستوں کے مابین تعلقات افراد کے مابین تعلقات کا دوسرا نام ہے لیکن ان تعلقات کی نوعیت مختلف اور قدرے پیچیدہ ہوتی ہے بین الاقوامی امور کو عام طور پر خارجہ امور ہی خیال کیا جاتا ہے بعض دفعہ اقوام کے مابین بھی تعلقات خالصتاً بین الاقوامی امور ہی خیال کئے جاتے ہیں یہ تعلقات لازماً بین الاقوامی معاشرے پر اثر انداز ہوتے ہیں جبکہ بین الاقوامی تعلقات طاقتوں کے درمیان تعلقات کا نام ہے؟ ان تعلقات کا تعین خارجہ پالیسی کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

خارجہ پالیسی

خارجہ پالیسی کیا ہے وہ کونسے مقاصد ہیں جو اقوام ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات میں تلاش کرتی ہیں پالیسی کے ذرائع اور ایجنسیوں کی شناخت کس طرح کی جاسکتی ہے ریاستوں کے مابین الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھانے کی خاطر بین الاقوامی تعاون کا نام خارجہ پالیسی ہے اور اس کے بے شمار ذرائع ہوتے ہیں ان ذرائع میں سے ایک ذریعہ یہ ہوتا ہے کہ ہر ریاست دوسری ریاستوں میں سفراء اور قونصل مقرر کرتی ہے اور معاہدات کو زیر بحث لاتی ہے قرضے دیتی ہے اور لیتی بھی ہے اور ماہرین فن و قانون کا تبادلہ کرتی اور اشیاء ضرورت کی تجارت کرتی ہے اور فوجی تعاون حاصل کرتی ہے۔ بین الاقوامی معاشرہ انہی تاروں اور لاکھوں پیچیدہ سیاسی، معاشرتی، معاشی، اور ثقافتی روابط سے بنا ہوا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خارجہ پالیسی ریاست کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے اور اس کی سالمیت کو برقرار رکھنے کے لیے تشکیل دی جاتی ہے یہ قومی وقار بلند کرتی معیشت کے مفادات کو فروغ دیتی اور ضرورت پڑنے پر جنگ کے لیے تیار رہنے کے ذرائع تیار کرتی ہے بہرحال خارجہ پالیسی کا کلیدی مقصد ریاست کا دفاع ہوتا ہے۔

اسلامی ریاست

عصر حاضر میں دنیا دو مختلف کیمپوں میں بٹی ہوئی ہے ایک کیمپ جمہوری نظریہ حیات کا علمبردار ہے جبکہ دوسرا کیمپ اشتمالیت کا دعویدار ہے دنیا کا مستقبل ان دونوں حصوں کے درمیان پرامن بقائے باہم پر منحصر ہے لیکن دیگر عناصر کی موجودگی میں مذہب ایک اہم کردار ادا کرتا ہے مذہب اسلام کا کردار یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک نظریاتی ریاست قائم کرتا ہے۔ جو رنگ، نسل، زبان، یا جغرافیہ کی عصبیتوں کے بجائے صرف اصول کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے یہ ایک ایسی ریاست نہیں ہے جس کا کام صرف نظم و ضبط قائم رکھنا اور سرحدات کی حفاظت کرنا ہو بلکہ یہ ایک مقصدی ریاست ہے جو امن پسندی اور بین الاقوامی عدل پر قائم ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست خارجہ

اسلام سے قبل عرب میں کوئی مرکزی طاقت نہ تھی ملک جنگجو قبائل میں بٹا ہوا تھا عرب جہالت کے قعر مذلت میں گرے ہوئے تھے اپنی گوناگوں خواہشات کی تکمیل کی خاطر انہوں نے الگ الگ بت بنائے ہوئے تھے زناکاری پر فخر کیا جاتا شراب نوشی و قماربازی ان کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی عصمت و عفت کا کوئی تصور تک موجود نہیں تھا۔

تو بالآخر ساتویں صدی کے ربع اوّل میں حجاز کے ظلمت کدہ کے سینے سے ایک نیا آفتاب طلوع ہوا جس کی کرنوں نے دیکھتے ہی دیکھتے عالم کو جگمگا دیا اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔

اس دُرِّ یتیم کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر سیرت نگاروں نے سیر حاصل کتب تحریر کی ہیں بحث و تحقیق کے انہی گوشوں میں سے ایک گوشہ آپ کی سیاست خارجہ کا بھی ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات کا آغاز قریش اور ان کے اتحادیوں سے کیا جن کا مغربی ساحل کے نصف سے اوپر کے حصّہ پر قبضہ تھا اس وقت رومی سلطنت اپنے مشرقی اور مغربی کرّوں میں زوال پذیر ہو رہی تھی اسے کئی طرح کے کینسر لگ چکے تھے لیکن دوسری طرف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بازنطینی صناعوں نے ایسے مضبوط گودام تعمیر کر رکھے تھے جہاں سامان حرب کے ڈھیر اور انبار لگے ہوئے تھے۔

اپنے وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے والی جدید فوجی اکادمیاں تھیں جہاں جنگی چالوں کی اعلیٰ ترین تربیت دی جاتی تھی۔

ان عالمی حالات میں رسالت مآب جمال لم یزل صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اصول اپنائے کہ لوگ از خود ان کی طرف مائل ہونے لگے آپ نے مدینہ ہجرت کرنے سے پہلے بیعت عقبہ اولیٰ و بیعت عقبہ ثانیہ کے ذریعہ سے اہل مدینہ کی رضامندی حاصل کی پھر ہجرت فرمائی۔

میثاق مدینہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ پہنچ کر قبائل سے ایک معاہدہ طے کیا جسے میثاقِ مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ دنیا کا پہلا تحریری دستور تھا جس سے اسلام کی حیثیت ممتاز ہو گئی تھی۔ یہ معاہدہ ان لوگوں سے طے کیا گیا جو ظلم اور گناہ کی راہ میں تیز رو تھے اس نے آنے والے دنوں کے لیے راہنما اصول مرتب کر دیے۔

آپ نے غیر مسلموں کی آزادی کو تسلیم کیا ہے ان سے جتنے عہد نامے کیے گئے ان میں جہاں انکی حریت ذات و مال تسلیم کی گئی وہاں ان کے عقائد اور اقامت شعائر کی آزادی بھی مانی گئی۔ فرمایا کہ

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ لہ

ترجمہ: اور آپ فرما دیں کہ یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اب جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر کرے۔

یہی وجہ تھی کہ جب آپ کے مشن کو غیر مسلموں سے کوئی خطرہ لاحق ہوا تو آپ نے انکی سرکوبی کی لیکن جب وہ صرف مذہبی معاملات میں اختلاف کرتے تو آپ ان کو اپنے حالات پر چھوڑ دیتے؟ آپ کسی غیر مسلم (یہودی عیسائی) سے اس وقت تک متصادم نہ ہوئے جب تک عرب میں وہ آپ کی سیاست سے نہ ٹکرائے اور معاہدات کی خلاف ورزی نہ کی۔

آپ کی جنگیں محض دفاعی اور رضاء الٰہی کے لیے ہوتی تھیں اور کافروں کا زور توڑنے کے لیے

لہ پ ۱۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تاکہ وہ اہلِ ایمان کا راستہ نہ روک سکیں ؟ غزوہ بدر و احد و خندق اس کی بہترین مثالیں موجود ہیں ؟

اصول معاہدات

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم غیر مسلموں سے اعانت و استعانت کے مسئلے پر بحث کرنے سے قبل معاہدات کے اصول پر سرسری نظر ڈال لیں تاکہ ان راہنما اصولوں کی روشنی میں غیر مسلموں سے تعلقات و روابط اور مسئلہ استعانت عن غیر المسلمین پر کچھ کہا جا سکے ۔

یہ اصول درج ذیل ہیں :

۱ ۔ انسانیت کا احترام کرتے ہوئے اور قومیت سے بالاتر ہو کر وحدت انسانیت کی دعوت دینا ۔

۲ ۔ یگانے اور بیگانے کے تصوّر سے پاک دوست و دشمن کی تفریق سے ناآشنا قوی و ضعیف کے امتیاز سے مبرا ہو کر عدل و انصاف پر قائم رہنا اس آیت میں ان دونوں اصولوں کو ذکر کر دیا گیا ہے ۔

یَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ـــــ ۔

ترجمہ : اے اہل ایمان اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہو اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ عدل کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے ۔

انہیں دو اصولوں ـــ وحدت انسانیت اور بے لاگ عمل کی اساس پر مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مابین تعلقات کے اصول وضع کیے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بین الاقوامی تعلقات کے قواعد و ضوابط کو بہت تفصیل سے بیان کیا ۔

تعلقات کی نوعیت

غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کی عام نوعیت محض دوستی اور رواداری کی ہوتی ہے اور تعاون و اتحاد کی راہ قائم کر کے لڑائی کا خاتمہ ہوتا ہے چونکہ اسلامی ریاست کا محور وحدت ربانی پر ہوتا ہے اس لیے غیر مسلموں کے ساتھ دائمی اتحاد و تعاون ناممکن ہوتا ہے ۔ جب آپ نے ہجرت کے بعد مدینہ کی شہری ریاست کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معاملات و تعلقات کی حدود کیا ہیں اب ہم اس کی شرعی حیثیت کی وضاحت کرتے ہیں اس میں علماء کے دو فریق ہیں۔

فریق اوّل فریق اوّل کا خیال یہ ہے کہ اسلامی ریاست کے تعلقات غیر مسلموں کے ساتھ اس اصول پر مبنی ہونے چاہئیں جو علماء قانون دُوَلی نے مقرر کیئے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اسلام غیر مسلموں سے ربط و معاملات و استعانت کو صرف اس لیے ناجائز قرار نہیں دیتا کہ وہ غیر مسلم ہیں بلکہ ان کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات و معاملات خواہ تجارتی نوعیت کے ہوں یا فوجی و سیاسی نوعیت کے سب جائز ہیں ہاں اگر غیر مسلم مسلمانوں پر زیادتی کرتے ہوں ان کے حقوق پامال کرتے ہوں اور دعوتِ اسلام کی راہ میں رکاوٹ ہوں اور مسلمانوں کی آزادی سلب کرنا چاہتے ہوں تو پھر ان سے کسی قسم کا ربط و تعلق نہ رکھا جائے یعنی ان سے استعانت نہ لی جائے۔

دلائل و بینات اس فریق کے دلائل و براہین حسب ذیل ہیں:

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ [1]

ترجمہ: تمہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر احسان کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے معاملہ میں نہیں لڑتے اور نہ انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے۔ تم ان پر احسان کرو اور ان سے انصاف کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ منع کرتا ہے ان لوگوں کے بارہ میں جو تم سے دین کے معاملہ میں لڑتے ہیں اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالتے ہیں اور تمہارے

---

[1] المتحنہ آیت: ۸ - ۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اخراج کے سلسلہ میں مدد کی اور جو تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے وہ ظالموں میں سے ہے۔

تشریح اس آیت میں ایسے کفار جنہوں نے مسلمانوں سے مقابلہ نہیں کیا اور مسلمانوں کی ایذا رسانی میں کسی کا ساتھ نہیں دیا ان کے ساتھ عدل انصاف اور بر و احسان کا حکم دیا جا رہا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ غیر مسلموں سے استعانت بالکلیہ منع نہیں بلکہ بعض وجوہات کی بنا پر منع ہے جیسے کہ اس آیت کا پس منظر بھی بتاتا ہے صحیح بخاری میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کی والدہ بحالت کفر مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ پہنچیں مسند احمد کی راویت کے مطابق یہ واقعہ غزوہ حدیبیہ کے بعد کا ہے ان کی والدہ کا نام قتیلہ تھا یہ اپنی بیٹی کے لیے تحفے ہدیے لیکر پہنچیں تو حضرت اسماء نے ان کے تحفے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے گھر بھی آنے کی اجازت اس وقت تک نہ دی جب تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کر لیا تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں [1]

(۲)۔ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ [2]

ترجمہ: اگر تم سے وہ الگ رہیں اور تم سے مقابلہ نہ کریں اور تم سے صلح کرنا چاہیں تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان سے لڑنے کی کوئی صورت نہیں رکھی۔

تشریح اس آیت کے سیاق و سباق سے اس مسئلے کو واضح کیا گیا ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ کن حالات میں تعلقات کو قائم رکھنا ہے اور کن حالات میں نہیں رکھنا۔

ان آیات کا پس منظر دیکھنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ غیر مسلموں سے استعانت منع نہیں ہے ابن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کی ہے کہ سراقہ بن مالک مدلجی نے بعد واقعہ بدر و احد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہماری قوم بنی مدلج سے صلح کر لیجیے تو آپ نے حضرت خالد کو تکمیل صلح کے لیے روانہ کیا مضمون صلح یہ تھا۔

---

[1] معارف القرآن مفتی محمد شفیع ج ۸ ص ۴۰۵

[2] نسآء آیت: ۹۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی کی مدد نہ کریں گے اور قریش مسلمان ہو جائیں گے تو ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے اور جو قومیں ہم سے متحد رہیں گی وہ بھی اس معاہدہ میں شریک رہیں گے لے

خلاصہ اس فریق اول کے نظریہ و دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار اور غیر مسلموں سے ہر حال میں تعلقات و معاملات کو منع نہیں کیا گیا بلکہ جب وہ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بن رہے ہوں یا اہل اسلام پر ظلم وستم ڈھا رہے ہوں تو پھر ان سے مقاتلہ و جہاد بھی کیا جائے اور دوستی و موالات ختم کر کے ہر قسم کی اعانت و استعانت سے کنارہ کشی اختیار کی جاوے۔

یہ اگر وہ آیات قتال کا جواب یہ دیتا ہے کہ وہ آیات مفید ہیں مطلق نہیں ہیں یا منسوخ ہیں یعنی قتال کا حکم محض قطع فتنہ و دفع ظلم ہے جب وہ نہ ہو تو کفار و مسلمان ایک ساتھ رہ سکتے ہیں اور اعانت و استعانت کر سکتے ہیں ٢ے

فریق ثانی کا نظریہ دوسرے فریق کا نظریہ یہ ہے کہ اسلام اپنے مخالف کو قبول اسلام کی دعوت دیتا ہے اور یہ دعوت دو طرح سے ہوتی ہے۔ ا۔ زبان سے ٢۔ تلوار سے۔ پس جن لوگوں کو زبان سے تبلیغ اسلام کی گئی اور انہوں نے یہ دعوت قبول نہ کی تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ تلوار اٹھائیں اور منکروں سے قتال کریں خواہ وہ عرب کے مشرک ہوں یا کسی دوسرے مقام کے مشرک اور کافر سے اس وقت تک قتال و جدال کا سلسلہ بند نہیں کیا جاوے گا جب تک وہ اسلام قبول نہ کر لیں اسی طرح خواہ غیر عرب مشرکین ہوں یا اہل کتاب ہوں ان سے بھی اس وقت تک قتال و جدال کیا جاوے جب تک وہ اسلام قبول نہ کر لیں یا جزیہ دینے پر راضی نہ ہو جائیں اور ماتحت رہنے پر راضی نہ ہو جائیں۔

ہاں اگر کوئی وقتی مجبوری پیش نظر ہو تو بھی وقتی مسالمت و صلح جائز ہے یعنی مسلمان بالکل کمزور ہو گئے ہیں اور مخالف توانا اور سوائے مسالمت کے کوئی جان بچاؤ کی صورت نہیں ہے تو اسی وقت

لے معارف القرآن مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ج ٢ ص ٥١٠

٢ے اقتباسات از اسلام اور رواداری از رئیس احمد جعفری ندوی ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ۔ ج ٢ ص ١٣١ تا ١٤٢

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تک جب تک ضرورت مسالمت کی داعی ہو صلح کر لی جاوے جونہی یہ ضرورت ختم ہو جہاد و قتال واجب ہو جائے گا اور ان غیر مسلموں سے کسی قسم کی استعانت و موالات و معاملات و رواداری جائز نہ ہوگی۔

فریق ثانی کے دلائل و بینات

اس نظریہ کے علماء زیادہ تر ان آیات و روایات کو پیش کرتے ہیں جن میں کفار کے ساتھ قتال و عدم موالات کا ذکر آیا ہے۔

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَأْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ج قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ جصلے وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ أَكْبَرُ ط قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ہ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی جماعت کے سوا دوسروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری مخالفت میں کمی کرنے والے نہیں ہیں تمہیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو پسند ہے تمہاری دشمنی ان کے مونہوں سے ظاہر ہے تمہارے خلاف جو ان کے اندر ہے وہ اس سے بھی زیادہ سنگین ہے ہم تمہارے سامنے اپنی آیات کو کھول کر رکھ رہے ہیں اگر تم سمجھ بوجھ رکھتے ہو؟

تشریح فریق ثانی نے اپنے نظریہ عدم استعانت بالکفار (یعنی غیر مسلموں سے مدد نہ لینا) پر اس آیت کو بڑے شدّ و مدّ سے پیش کیا ہے اور بہت اہم دلیل قرار دیا ہے۔ پہلے ہم اس آیت کے پس منظر کو پیش کرتے ہیں تاکہ نتیجہ نکالنا آسان ہو جائے؟

یہود کے قبیلے مدینہ میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے۔ بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ ان میں سے بنو قینقاع کے کھیت یا باغ نہ تھے یا تو وہ تجارت کرتے تھے یا زرگری۔ ان کی آبادی بھی بنو نضیر یا بنو قریظہ کی طرح الگ نہ تھی عربوں ہی کی آبادی میں وہ رہتے

---

[1] آل عمران ۲۰ - ۱۱۹ / ۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے کہ یہ لوگ مدینہ میں اسلامی آبادی کے اندر رہتے تھے دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ قینقاع کی بستی تو آج کل محض میدان ہے باقی دونوں یہودی قبیلوں کے باغات بھی تھے اور کھیت بھی۔ بنو نضیر کی بستی جنوبی سرے پر تھی اور وادی مذینیب کے دونوں کنارے اس آبادی سے مزین تھے اور اس بستی کے پاس ہی جنوب کی جانب ایک ٹیلے پر کعب بن اشرف کا قلعہ تھا جس کے کھنڈرات اب تک باقی ہیں تمام یہودیوں میں باہم تجارتی روابط قائم تھے اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس زمانے میں عرب و شام کی بین الملی اور بین الملکی تجارتوں پر عملاً یہودیوں کا قبضہ تھا۔ ہجرت تک مدینہ کے اوس اور خزرج عرب یہودیوں سے دبے ہوئے تھے کیونکہ وہ ان کے مقروض رہتے تھے۔

اوس و خزرج کے ان کے ساتھ قدیم زمانہ سے تعلقات تھے انفرادی طور پر بھی ان قبیلوں کے افراد ان کے افراد سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے اور قبائلی حیثیت سے بھی ایک دوسرے کے حلیف تھے جب اوس و خزرج کے قبیلے مسلمان ہو گئے تو اس کے بعد بھی وہ یہودیوں کے ساتھ پرانے تعلقات نباہتے رہے لیکن یہودیوں کو نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مشن سے جو عداوت تھی اس کی وجہ سے وہ اس نئی تحریک میں شامل ہونے والوں سے مخلصانہ محبت سے کنارہ کش ہو گئے اور منافقانہ رویہ سے مسلمانوں کی جماعت میں اندرونی خلفشار اور فتنہ و فساد برپا کرنے کے منصوبے اور پلان بناتے رہتے تھے اور مسلمانوں کے جماعتی راز معلوم کر کے ان کے دشمنوں تک پہنچاتے رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان غیر مسلموں کی اس منافقانہ روش سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ آیت آتاری جس کا ترجمہ آپ پڑھ چکے ہیں [1]

اس پوری آیت میں اہل کتاب (غیر مسلموں) کی باطنی و اندرونی تصویر پیش کی گئی ہے اور وہ یہ ہے۔ ۱۔ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا۔ وہ تمہاری مخالفت میں کمی کرنے والے نہیں۔ ۲۔ وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ: تمہارا نقصان انہیں پسند ہے۔ ۳۔ قد بَدَتِ البغضآء بغض و کینہ۔ ۴۔ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ: ان کو تم سے کوئی محبت نہیں۔ ۵۔ واذا خَلَوْا

---

[1] معالم القرآن مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ج ۴ ص ۲۲۶ مطبوعہ ادارہ تعلیمات القرآن سیالکوٹ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عَضُّوا عَلَیْکُمُ الْاَنَامِلَ : جب علیحدہ ہوتے ہیں تو تمہارے خلاف جوشِ غضب میں انگلیاں کاٹتے ہیں۔ ۶۔ اِنْ تَمْسَسْکُمْ حَسَنَۃٌ تَسُؤْھُمْ : تمہاری اچھائی انہیں بُرائی لگتی ہے۔ ۷۔ وَاِنْ تُصِبْکُمْ سَیِّئَۃٌ یَّفْرَحُوْا بِھَا : تمہاری بُرائی پر خوش ہوتے ہیں (قرونِ اولیٰ سے آج تک تمام غیر مسلموں کی یہی باطنی تصویر چلی آ رہی ہے۔ اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ کے اصول کے مطابق) (المرتب)

تفسیر کبیر امام التفسیر فخرالدین الرازی اپنی مشہور تفسیر میں اس آیت کا نقشہ یوں پیش کرتے ہیں۔

فیہ ست مسائل الاولی اکد اللہ تعالیٰ الزجر عن الرکون الی الکفار۔

ترجمہ : اس آیت میں چھ مسائل ہیں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غیر مسلموں کی طرف میلان کرنے سے سختی کے ساتھ ڈانٹا ہے۔

الثانیہ نھی اللہ عزوجل المؤمنین بھذہ الآیۃ ان یتخذوا من الکفار والیھود واھل الاھواء دخلاء وولجاء یفاوضونھم فی الآراء ویسندون الیھم امورھم ویقال کل من کان علی خلاف مذھبك ودینك فلا ینبغی لك ان تحادثہ۔

ترجمہ : دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع کیا ہے کہ وہ کفار اور یہود اور خواہش پرستوں کو اپنی آراء اور مشوروں میں دخیل بنائیں اور اپنے امور (کام معاملے) ان کے سپرد کریں اور صاحب حکمت لوگوں کا مقولہ ہے کہ جو بھی تیرے مذہب اور دین کا مخالف ہے تجھے اس سے گفتگو بھی نہیں کرنی چاہیے۔

وفی سنن ابی داؤد عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل لہ

لہ فخرالدین رازی۔ تفسیر کبیر ج ۴ / ۱۶۸ مطبوعہ بیروت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ: سنن ابی داؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لیے اس کو پہلے دیکھ لینا چاہیے کہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔

ثم بیّن تعالیٰ المعنی الذی لاجلہ نہی عن المواصلۃ فقال (لا یالونکم خبالاً) یقول فساداً یعنی لا یترکون الجہد فی فسادکم یعنی انہم وان لم یقاتلوکم فی الظاہر فانہم لا یترکون الجہد فی المکر والخدیعۃ علی ما یأتی بیانہ[1]

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ نے وہ وجہ بیان فرمائی ہے جس کی بنا پر غیر مسلموں سے تعلقات رکھنے سے منع کیا گیا ہے فرمایا کہ وہ تمہارے فساد اور خرابی میں ذرا بھر بھی کمی نہیں کرتے یعنی تمہارے فساد اور ویرانی و تباہی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے اگرچہ ظاہراً وہ تم سے لڑائی بھی نہیں کرتے مگر مکر و فریب اور دھوکہ دہی کے ساتھ تمہارے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں اور اپنی کوششیں نہیں چھوڑتے۔

وروی ان ابا موسیٰ الاشعری استکتب ذمیا فکتب الیہ عمر یعنفہ وتلا ہذہ الآیۃ۔

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک ذمی کو کاتب بنایا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر بہت نکیر (ناپسندیدگی) کی اور یہی آیت تلاوت کی۔

وقدم ابوموسیٰ الاشعری علی عمر رضی اللہ عنہما بحساب فرفعہ الی عمر فاعجبہ وجاء عمر کتاب فقال لابی موسیٰ این کاتبک یقرء ہذا الکتاب علی الناس فقال انہ لا یدخل المسجد فقال لِمَ: اَجُنُبٌ ھو: قال انہ نصرانی فانتہرہ

[1] فخر الدین رازی۔ تفسیر کبیر ج ۸ ص ۱۷۸ مطبوعہ بیروت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وقال لاتدنیهم وقد اقصاهم الله ولاتکرمهم وقداهانهم الله ولا تأمنهم وقد خوّنهم الله [1]

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری اپنا حساب وکتاب لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو اس پر وہ خوش ہوئے اور حضرت عمر کو خط پیش کیا تو آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کا کاتب کہاں ہے جو یہ خط لوگوں کو پڑھ کر سناتا ہے تو ابوموسیٰ اشعری نے عرض کی وہ مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا حضرت عمر نے پوچھا کیا وجہ ہے آیا وہ جنبی (ناپاک) ہے عرض کی نہیں بلکہ وہ نصرانی ہے تو اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو بہت جھاڑا اور فرمایا کہ ان کو اپنے نزدیک نہ کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسوا کیا ہے ان کو عزت نہ دو جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حقیر و ذلیل کیا ہے ان پر اعتماد نہ کرو اللہ تعالیٰ نے ان کو خیانتی قرار دیا ہے۔

وعن عمر رضی اللہ عنه قال لاتستعملوا اهل الکتاب فانهم یستحلون الرشا واستعینوا علی امورکم وعلی رعیتکم بالذین یخشون الله تعالیٰ [2]

ترجمہ: اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اہل کتاب کو عامل نہ بناؤ کیونکہ وہ رشوت کو حلال سمجھتے ہیں اپنے امور (معاملات) اور اپنی رعایا پر ان لوگوں سے استعانت لو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں یعنی اہل ایمان سے۔

امام فخرالدین رازی کی رائے

قلت وقد انقلبت الاحوال فی هذه الازمان یا تخاذ اهل الکتاب کتبة وامناء وتسوّدوا بذالك عند الجهلة الاغبیاء من

---

[1] فخرالدین رازی۔ تفسیر کبیر ج ۴ ص ۱۷۹

[2] ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الولاۃ والامرآء وروی انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتستضیئوا بنار المشرکین ولا تنقشوا فی خواتیمکم غربیًا: فسّرہ الحسن بن ابی الحسن فقال اراد علیہ السّلام لاتستشیروا المشرکین فی شئ من امورکم ولا تنقشوا فی خواتیمکم محمدؐ[1]

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ ان زمانوں میں تو حالات بہت بدل چکے ہیں اہل کتاب کو میر منشی اور امین بنانے کے متعلق کیونکہ انہوں نے ان عہدوں کی وجہ سے جاہل غنی کو دنٔ حاکموں اور امیروں کے ہاں بہت بڑا مقام حاصل کر لیا ہے حالانکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مشرکین کی آگ سے روشنی بھی حاصل نہ کرو اور محمد غریب کا نام اپنی انگوٹھیوں میں نقش نہ کرو حضرت حسن بن ابی الحسن نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی علیہ السّلام کا مقصد یہ تھا کہ مشرکین (غیر مسلموں) سے مشورے مت طلب کرو اور نہ ہی انگوٹھیوں میں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نقش کراؤ۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی مکمل تشریح کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

والمعنیٰ فی الآیۃ ان من کانت ھذہ صفتہ من شدۃ العداوۃ والحقد والفرح بنزول الشدائد علی المؤمنین لم یکن اھلاً لأن یتخذ بطانۃ لا سیما فی ھذا الامر الجسیم من الجھاد الذی ھو ملاک الدنیا والاخرہ[2]

ترجمہ اس آیت کا مفہوم وخلاصہ یہ ہوا کہ جس شخص کی یہ فطرت ہو کہ وہ مسلمانوں پر مصائب کے نزول پر سخت خوشی محسوس کرے اور اس میں مسلمانوں کے خلاف

---

[1] فخر الدین رازی۔ تفسیر کبیر ج ۸ ص ۸۰ - ۱۷۹

[2] تفسیر القرطبی ج ۴ ص ۱۸۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سخت عداوت وکینہ پایا جاتا ہو تو وہ اس بات کا اہل نہیں ہے کہ اسے اپنا رازدار اور اپنے معاملات وامور میں شامل کیا جائے خاص طور پر اس عظیم امر جہاد میں کیونکہ جہاد تو دنیا وآخرت دونوں کا مالک ہے یعنی مسلمانوں کے حفاظت کا اہم ذریعہ ہے۔

مولانا محمد علی الصدیقی الکاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں اس آیت میں مخطط نظر من دونکم کی قید ہے جس کا مطلب ہے کہ ان یہودیوں اور اہل کتاب کے ساتھ اس قسم کی بطانہ (دوستی) ناجائز ہے جو مسلمانوں کے بالمقابل یا ان کے مفادات پر مقدم ہے اس لیے مسلمانوں کے کسی اجتماعی ادارے یا محکمے کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد ومصالح کے برخلاف کفار وغیر مسلمان کے ساتھ بطانیہ کا تعلق قائم کرے لہ

امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں بطانتہ کا ترجمہ لکھا ہے رازدار دلی دوست مشیر ومعتمد: عربی کی لغت لسان العرب میں لکھا ہے:

بطانۃ الرجل صاحب سرّہ وداخلۃ امرہ الذی یشاورہ فی احوالہ۔

یعنی کسی کو اپنا رازدار بنانا اور اپنے معاملات میں داخل کر کے اپنے حالات کے بارہ میں مشورے لینا ٢ہ

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی ملت کے سوا کسی کو اس طرح کا معتمد ومشیر نہ بناؤ کہ اس سے اپنی حکومت کے راز کھل جائیں سلہ

اسلام نے اپنی عالمگیر رحمت کے سایہ میں جہاں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی نفع رسانی اور مروّت ورواداری کی غیر معمولی ہدایات فرمائی اور نہ صرف زبانی ہدایات بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام معاملات میں اس کو عملی طور پر رواج دیا ہے وہیں عین

لہ معالم القرآن ج ۴ ص ۲۲۷ محمد علی صدیقی کاندھلوی مطبوعہ ادارہ تعلیمات القرآن سیالکوٹ۔

٢ہ ایضاً ج ۴ ص ۲۲۷ تفسیر القرطبی ج ۴ ص ۱۷۸

سلہ معارف القرآن ج ۲ ص ۱۵۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حکمت کے مطابق مسلمانوں کی اپنی تنظیم اور اس کے مخصوص شعائر کی حفاظت کے لیے یہ احکام بھی صادر فرمائے کہ قانون اسلام کے منکروں اور باغیوں غیر مسلموں سے تعلقات کی ایک خاص حد سے آگے بڑھانے کی اجازت مسلمان کو نہیں دی جا سکتی کہ اس سے فرد اور ملت دونوں کے لیے خطرے کھلے ہوئے ہیں اور یہ ایسا صریح معقول مناسب اور ضروری انتظام جس سے فرد اور ملت دونوں کی حفاظت ہوتی ہے۔ [1]

روس اور چین میں کسی ایسے شخص کو جو کمیونزم پر ایمان نہیں رکھتا کسی ذمہ دار عہدہ پر فائز نہیں کیا جاتا اور اس کو مملکت کا راز دار اور مشیر نہیں بنایا جاتا۔

اسلامی مملکتوں کے زوال کی داستانیں پڑھیئے تو زوال کے دوسرے اسباب کے ساتھ بکثرت یہ بھی ملے گا کہ مسلمانوں نے اپنے امور کا راز دار اور معتمد غیر مسلموں کو بنا لیا تھا سلطنت عثمانی کے زوال میں بھی اس کو کافی دخل تھا۔ [2]

ابو بکر جصاص الحنفی کا نظریہ

امام ابو بکر الجصاص الحنفی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت بطانة کے تحت احکام القرآن میں باب کا عنوان قائم کرتے ہیں:

باب الاستعانة باهل الذمة۔

یعنی اہل ذمہ (غیر مسلموں) سے استعانت لینا۔

اس کے بعد یہی مذکورہ آیت تحریر فرما کر لکھتے ہیں:

فنهى الله تعالى المؤمنين ان يتخذوا اهل الكفر بطانة من دون المؤمنين وان يستعينوا بهم فى خواص امورهم الى قوله وفى هذه الاية دلالة على ان لا يجوز الاستعانة باهل الذمة فى امور المسلمين من العمالات والكتبة وروى ابو حيان التيمى عن فرقد بن صالح عن ابى

---

[1] معارف القرآن ج ۲ ص ۱۵۸ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی

[2] ایضاً ج ۲ ص ۱۵۹۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دهقانة قال كنت مملوكا لعمر فكان يقول لى اَسْلِمْ فانك ان اسلمتَ استعنت بك على امانة المسلمين فانه لاينبغى على امانتهم من ليس منهم فابيت فقال لا اكراه فى الدين فلما حضرته الوفاة اعتقنى فقال اذهب حيث شئت ؎۱

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع فرمایا کہ غیر مسلموں کو بطانۃ (راز دار) نہ بنائیں اور ان سے اپنے خاص امور (مثلاً دفاع یا خزانہ وغیرہ) میں استعانت (مدد) حاصل نہ کریں ـ

۔۔۔آیت میں اس بات پر دلالت ہے کہ امور مسلمین مثلاً عامل بنانا یا میر منشی بنانے میں ذمیوں (غیر مسلموں) سے استعانت لینا جائز نہیں اور ابوحیان التیمی عن فرقد بن صالح ابودہقان کی روایت نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غلام تھا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ مسلمان ہوجاؤ اگر تو مسلمان ہوجائے گا تو میں مسلمانوں کی امانتوں پر تجھ سے استعانت لوں گا کیونکہ مسلمانوں کی امانتوں پر غیروں سے مدد لینا جائز نہیں ہے ۔ میں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آپ نے فرمایا اسلام میں زبردستی واکراہ وجبر جائز نہیں ۔ اس کے بعد جب حضرت عمر کی وفات قریب ہوئی تو آپ نے مجھے آزاد کر دیا اور فرمایا جاؤ جہاں تمہاری منشا ہو ۔

علامہ آلوسی بغدادی

علامہ آلوسی البغدادی اپنی تفسیر روح المعانی میں اسی قول کو راجح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

عن ابن عباس قال كان رجال من المسلمين يواصلون رجالاً من اليهود لما كان بينهم الجوار والحلف فى الجاهلية فانزل الله فيهم ينهاهم عن مباطنتهم تخوف الفتنة عليهم والفرح ؎۲

؎۱ احکام القرآن ابی بکر جصاص الحنفی ج ۲ ص ۲۳۶ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

؎۲ روح المعانی ج ۲ ص ۳۷ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی مکتبہ امدادیہ ملتان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان جاہلیت کے زمانہ میں اپنے حلیف اور ہمسایہ یہودیوں سے تعلقات قائم کئے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان یہودیوں (غیر مسلموں) سے مباطنت (پر خلوص رازداری و دوستی) سے منع فرمایا تاکہ ان کے فتنوں اور خوشیوں سے بچا جا سکے۔

دوسری دلیل

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ[1]

ترجمہ : اے مسلمانو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جن لوگوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے وہ ان میں سے ہیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور کافر ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔

تشریح

یہ آیت دراصل آیت ۵۱ کی تاکید کے لیے ہے اس آیت میں یہی حکم بیان ہوا تھا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اہل کتاب یہود اور نصاریٰ کے ساتھ موالات نہ کریں اس آیت ۵۷ میں اس کی علت اور وجہ بھی بتا دی گئی کہ وہ جب تمہارے دین کو کھیل اور مذاق سمجھتے ہیں اور تمہارے دین کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تو ایسے لوگوں سے موالات اور دوستی مناسب نہیں۔ تجربہ نے یہ بھی بتلا دیا کہ بنسبت دیگر کفار کے اہل کتاب میں سے مسلمان ہونیوالوں کی تعداد بہت کم ہے۔

آیت ۵۱ میں تنبیہانہ الفاظ میں منع کر دیا کہ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ۔ جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا وہ ان میں سے ہو جائے گا؟ کیونکہ خود غیر مسلموں کا جب یہ دستور ہے کہ وہ گہری دوستی صرف اپنی قوم کے لیے اور اپنے مذہب والوں سے رکھتے ہیں تو مسلمان ان سے دوستی کیونکر رکھتا ہے؟

آیت مذکورہ کا پس منظر

اتنی بات تو سب جانتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں تشریف آوری کے بعد یہود مدینہ

---

[1] المائدہ ۵۷/۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے صلح و مصالحت کا پیمان کیا اور ایک دستاویز کی صورت میں یہودیوں سے عہد و پیمان کیا اس دستاویز میں یہ بات خاص طور پر لکھی تھی وان بینھم النصر علی من دھم۔ لہ

وان علی الیھود نفقتھم وعلی المسلمین نفقتھم وان بینھم النصر علی من حارب اھل ھذہ الصحیفۃ۔

ترجمہ: جو بھی اہل مدینہ پر حملہ آور ہو گا تو ان معاہد فریقین کو ایک دوسرے کی مدد لازمی ہو گی اور یہود پر اپنا خرچہ ہو گا اور مسلمانوں پر اپنا خرچہ ہو گا اور جو بھی اس دستاویز والوں سے جنگ کرے گا تو دونوں فریق ایک دوسرے کی مدد کو پہنچیں گے۔

وان بینھم النصح والنصیحۃ والبر دون الاثم۔

ترجمہ: وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی پر عمل پیرا رہیں گے اور باہم مشورہ کریں گے۔ وفا ان کا شیوہ ہو گا نہ عہد شکنی۔

یہ دستاویز ۵۲ دفعات پر مشتمل ہے ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اس معاہدے کو دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ مدینہ کی حفاظت کے علاوہ اندرونی استحکام کے لیے اس کی ضرورت تھی کہ آس پاس کے قبائل سے دوستی کی جائے چنانچہ ہجرت کے چند ماہ بعد ہی آنحضرت مدینہ کے جنوب مغربی ساحل سے متصل علاقوں کا بار بار دورہ کرتے ہیں اور بنیوع وغیرہ میں رہنے والے قبائل سے حلیفی کرتے ہیں مگر یہود کی اپنی بدقسمتی کہ اس اسلامی رواداری کے باوجود اپنے دشمنوں سے گرویدہ رہے اور معاہدے کی بارہا خلاف ورزی کرتے رہے بالآخر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا جو مائدہ آیت ۵۱ میں ہے اور پھر اس کے کچھ روز بعد سورۃ براءت نازل ہوئی جس میں غیر مسلم رعایا کے برتاؤ کا عام اصول یعنی جزیہ کا حکم نازل ہوا ۲ے

لہ سیرۃ ابن ہشام ج اول مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز لاہور

۲ے رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی ص ۲۷۵ ڈاکٹر حمید اللہ۔ مطبوعہ دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی عہد نبوی میں نظام حکمرانی: ڈاکٹر حمید اللہ ص ۲۴۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اعجاز قرآنی کا ایک نمونہ بہرحال مائدہ کی آیت ۵۱ سے ۵۶ تک بڑی وضاحت کے ساتھ اس مسئلے کو بیان کیا گیا اور کس قدر خوبصورت انداز میں مختلف طریقوں سے اہل ایمان کو غیر مسلموں یعنی یہود و نصاریٰ کی موالات سے روکا گیا ہے اور وہ انداز یہ پڑھیئے اور سر دھنیئے ۔

۱ ۔ بصیغہ نہی موالات سے روکا اور نام لے کر روکا ۔

۲ ۔ ان کے سیاسی گٹھ جوڑ کی نشاندہی فرما کر موالات سے روکا ۔

۳ ۔ یہ کہہ کر روکا کہ ان سے موالات کرنے والے کا شمار ان میں ہی سے ہوگا ۔

۴ ۔ یہ کہہ کر روکا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے محروم ہو جاتے ہیں ۔

۵ ۔ یہ کہہ کر روکا کہ ایسا کرنے والے ظلم کار ہیں ۔

۶ ۔ یہ کہ موالات شک و نفاق کے نتائج میں سے ایک نتیجہ ہے ۔

۷ ۔ یہ کہہ کر روکا کہ موالات کا نشہ ان کو ہوتا ہے جو مستقبل کو شک کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں ۔

۸ ۔ یہ خبر دے کر روکا کہ فتح و نصرت عنقریب اسلام کی ہوگی اور تمہارے اندیشوں کا گھروندا گر جائے گا ۔

۹ ۔ یہ کہہ کر روکا کہ جن کے اقتدار کے اندیشے سے تم موالات کر رہے ہو وہ ذلیل ہوں گے ۔ اور موالات کی سب کوششیں رائیگاں جائیں گی [۱]

ابوبکر جصاص الحنفی کی وضاحت فیہ نہی عن الاستنصار بالمشرکین وقد روی عن انس انہ حین اراد الخروج الی احد جاء قوم من الیہود وقالوا نحن نخرج معک فقال انا لا نستعین بمشرکین [۲]

---

[۱] معالم القرآن ج ۶ ص ۶۱۷ مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی معارف القرآن ج ۳ ص ۷۰ ۔ ۱۷۱

[۲] احکام القرآن ج ۲ ص ۴۴۷ للجصاص الحنفی مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ: اس آیت میں مشرکین سے استعانت اور مدد لینے سے منع کر دیا گیا ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوۂ احد میں نکلنے کا ارادہ کیا تو کچھ لوگ یہودیوں کے آئے اور کہنے لگے ہم آپ کے ساتھ نکلنا چاہتے ہیں تو آپ نے فرمایا ہم یہود سے استعانت و مدد نہیں لیتے۔

تیسری دلیل

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ اَوْلِيَاۤءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ [1]

ترجمہ: اہل ایمان نہ دوست بنائیں کافروں کو مؤمنین کو چھوڑ کر اور جو بھی ایسا کریگا تو وہ یاد رکھے کہ اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی سروکار نہیں ہوگا ہاں اگر تم کسی کے شر سے بچنے کے لیے اپنا بچاؤ چاہتے ہو تو کر سکتے ہو اور دیکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنے سے ڈرا رہا ہے اور بالآخر تم سب کو اس کے حضور میں پیش ہونا ہے۔

تشریح

اس سے قبل کی آیات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ بنی اسرائیل کی حیثیت ایک برباد گھر کی ہے اب اس کا گر جانا یقینی ہے اور اسلامی نظام حیات کو بپا ہو کر رہنا ہے اس کے بپا ہونے کی ذمہ داری چونکہ اہل ایمان پر ہے اس لیے ان کو متنبہ کیا گیا ہے کہ فیصلہ کا وقت قریب آچکا ہے لہذا وہ زندگی کے کسی موڑ پر کمزوری نہ دکھائیں اور اپنے شخصی روابط اور علاقوں کو اسلامی علاقوں پر ترجیح نہ دیں اور دشمنوں کو اپنا مددگار نہ بنائیں میدان جنگ گرم ہو چکا ہے دوست و دشمن کی صفیں الگ ہو چکی ہیں اس لیے ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی ملت کے ہمسروں سے رابطے کو مضبوط کریں اور انہیں کو اپنا مددگار بنائیں کیونکہ مسلمان سادہ لوح اور شریف الطبع ہوتا ہے اور کافر فاجر فریب کار اور لئیم ہوتا ہے وہ بہت جلد اپنی مکاری و فریب کاری کے جال سے مسلمان کو آلہ کار بنا کر مسلمان ہی کی جڑیں کھوکھلی کرتا ہے۔ لہذا اے مسلمانو اللہ تعالےٰ

---

[1] آل عمران ۲۸/۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور رسول اللہ کا دشمن کبھی تمہارا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔

ایک مسلمان کی ساری امیدیں اور خوف صرف خدا وند رب العزت سے واسطہ ہونی چاہیں اور اسی کی نصرت پر توکل ہونا چاہیے۔[1]

مولات۔مواسات۔مدارات و معاملات میں فرق

موالات قلبی دوستی کے علاوہ اہم نصرت و اعانت کو بھی کہتے ہیں یہ صرف مؤمنین کے ساتھ خاص ہے غیر مسلم کے ساتھ یہ تعلق کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ دوسرا درجہ مواسات کا ہے جس کے معنی ہمدردی خیر خواہی اور نفع رسانی کے ہیں یہ صرف ان غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے جو مسلمانوں کے ساتھ برسر پیکار نہیں ہیں تیسرا درجہ مدارات کا ہے جس کا معنی ہے ظاہری خوش خلقی مثلاً مہمان نوازی وغیرہ یہ سب مسلموں کے لیے جائز ہے چوتھا درجہ معاملات کا ہے ان سے تجارت کرنا یا اجرت و ملازمت اور صنعت و حرفت کے معاملات کرنا یہ بھی تمام غیر مسلموں سے جائز ہے بجز ایسی حالت کے کہ ان معاملات سے عام مسلمانوں کو نقصان کا اندیشہ ہو۔

یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کافروں سے موالات کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ دینی حیثیت سے محبوب رکھنا یہ قطعاً حرام ہے دوسری صورت یہ ہے کہ دلی طور پر تو ان کے مذہب و نظریے سے نفرت ہے مگر معاملات دنیویہ میں ان سے خوش اسلوبی سے پیش آئے یہ بالاجماع جائز ہے تیسری صورت یہ ہے کہ دل سے تو ان کے مذہب کو برا سمجھے مگر قرابت داری یا دنیوی غرض کی وجہ سے ان کے ساتھ تعلقات رکھے اور ان کی اعانت کرے یا کسی وقت مسلمانوں کی جاسوسی کرے یہ صورت بھی سخت گناہ ہے۔[2]

غیر اسلامی برادری کے لیے قرآن میں دو قسم کے احکام ہیں ایک معاشی تعلقات دوسرے جنگی تعلقات۔ معاشی تعلقات جن کو معاملات کا نام دیا گیا ہے ہر قسم کی غیر اسلامی برادری سے رکھے جا سکتے ہیں۔

---

[1] معالم القرآن ج ۳ ص ۵۲۴

[2] ایضاً ج ۳ ص ۵۲۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مگر جنگی تعلقات کا نقشہ بالکل برعکس ہے جس کا مطالعہ آپ اسی آیت میں کر چکے ہیں ؟

صرف ایک صورت مستثنیٰ ہے

ہاں ایک صورت ایسی ہے جس میں غیر مسلموں سے موالات جائز ہو جاتی ہے اور وہ ہے

اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۔ یعنی ان کے شر سے بچنے کیلیے اگر موالات کرلی جائے تو مضائقہ نہیں مثلاً مسلمان کمزور ہیں ان کے پاس اتنی طاقت نہیں کہ وہ اپنی جان بچا سکیں تو جان کی حفاظت اور بچاؤ کی صورت میں وقتی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے موالات کر سکتے ہیں جیسے کہ میثاق مدینہ کی دستاویزات سے مفہوم ہوتا ہے کہ آپ نے مسلمانوں کی کمزور حالت کی وجہ سے بیرونی حملوں سے بچاؤ کے لیے غیر مسلمان سے معاہدے کئے مگر جب مجبوری نہ رہی اور اسلامی برادری کے ہاتھ مضبوط ہو گئے تو یہ معاہدے بوجوہ کالعدم قرار پا گئے ؟

چوتھی دلیل

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۔[1]

ترجمہ : اور جنہوں نے راہ کفر اختیار کی وہ باہم ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر تم ایسا نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ اور بہت بڑی گڑبڑ رونما ہو جائے گی ؟

تشریح

یعنی کافر و مومن میں نہ حقیقی رفاقت ہے اور نہ ظاہر ہم آہنگی ۔ بلکہ سب کفار تم سے عداوت و بغض میں ایک ہیں جب بھی موقع پائیں گے تو بہت جلد آپس میں فتنہ و فساد اور گڑبڑ پیدا کر کے تمہاری قوت کو دیمک لگا دیں گے ۔

اس آیت میں بھی بعض شارحین نے ولایت کے دونوں معنی یعنی نصرت اور وراثت کو پیش نظر رکھ کر تشریح کی ہے مگر دوسرے شارحین نے ولایت کے مجازی معنی نصرت و استعانت کے لیے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ جہاں تک اسلام اور مسلمانوں کا تعلق ہے انکی عداوت میں سارے کفار باہم دست و بازو بن گئے ہیں لہذا تمہاری استعانت اعانت صرف مسلمانوں سے ہونی چاہیے امام رازی نے ان کے فتنہ و فساد کی تشریح بایں الفاظ کی ہے ۔

---

[1] الانفال ۷۳/۱۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۔ مسلمانوں کی کمزوری کے وقت میں اگر مسلمان کافروں سے ملیں گے جبکہ مسلمانوں کی عددی طاقت کم ہے اور کافروں کی زیادہ تو اس طرح موالات سے مسلمانوں کا کفر کی طرف میلان ہونے کا خطرہ ہے۔

۲۔ اگر مسلمانوں میں اتحاد و یک جہتی نہ ہوگی اور وہ غیر مسلموں کے کاسہ لیس ہونگے تو غیر مسلموں کی جرائت میں اضافہ ہوگا۔

۳۔ اس کے برعکس جب مسلمان آپس میں شیر و شکر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے دستگیر ہوں گے تو اسلامی قوت میں اضافہ ہوگا اور کفر اسلام کے زیرنگیں ہوگا [۱]

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ [۲]

ترجمہ: اور مومن مرد و عورتیں ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار ہیں۔

یعنی مسلمانوں میں باہم محبت اجتماعی ہے انفرادی نہیں اور وہ ایسے ہے جیسے ایک جسم اور اس کے مختلف اعضاء ایک عضو میں درد ہو تو سارا جسم درد محسوس کرتا ہے اور اس کی بے چینی اور تکلیف میں اسی طرح حصہ لیتا ہے جیسے خود اس کے اندر درد اٹھ رہا ہو۔ یا مسلمان کی مثال اس دیوار کی ہے ایک اینٹ دوسری اینٹ سے سہارا لیتی ہے اس لیے غیر مسلموں سے اعانت واستعانت کا تو تصور بھی خیال فاسد ہے۔ یا مسلمانوں اور غیر مسلمین کا تعلق اجتماعِ ضدین کے مترادف ہے۔

پانچویں دلیل

اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ [۳]

ترجمہ: وہ آپکے ہرگز کام نہ آئیں گے اللہ کے بارے میں ذرہ بھی اور ظالم ایک دوسرے کے حامی و مددگار ہیں اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا حامی و مددگار ہے۔

---

[۱] معالم القرآن ج ۱۰ ص ۲۲۹ مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

[۲] توبہ ۷۱

[۳] جاثیہ ۱۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس آیت میں کافروں کو ظالم سے تعبیر کیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ غیر مسلم کبھی بھی منصف اور رحم دل نہیں ہو سکتا مسلمانوں کے حق میں بلکہ ظالم ظالم کا ساتھی ہے۔ اس لیے ان سے خیر خواہی کی امید رکھنا ایسے ہے جیسے اونٹ کو سوئی کے ناکے میں داخل کرنا۔

اسلامی سیاست کا سنگ بنیاد خالص اسلامی برادری قائم کرنا ہے

چھٹی دلیل غزوہ بنی المصطلق میں پیش آنے والا ایک انصاری اور مہاجر کا جھگڑا اور دونوں طرف سے انصار و مہاجرین کو اپنی اپنی مدد کے لیے پکارنا۔ یہ وہ جاہلیت کا بت تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑ دیا اور مسلمان کہیں کا رہنے والا ہو کسی رنگ اور زبان اور کسی نسل و قوم کا ہو سب کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا انصار و مہاجرین میں باقاعدہ مواخات کرا کر ان کی مشترک اسلامی برادری بنا دی تھی۔ مگر شیطان کا یہ پرانا جال ہے جس میں لوگوں کو پھنسا کر باہمی جھگڑوں کے وقت قوم و وطن زبان و رنگ وغیرہ کو تعاون و تناصر کی بنیاد بنا دیتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تعاون و تناصر کا اسلامی معیار حق و انصاف سب کے ذہنوں سے اوجھل ہو جاتا ہے صرف برادری اور قومیت وطنیت کی بنیاد پر تعاون اور تناصر کا اصول اپنایا جاتا ہے اس طرح وہ مسلمانوں کو مسلمانوں سے بھڑا دیتا ہے اس واقعہ میں بھی کچھ ایسی ہی صورت بن رہی تھی تو رسول کریم نے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لیے فرمایا یہ جاہلیت اور کفر کا بدبودار نعرہ ہے اس سے بچو اور فرمایا کہ

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔

یعنی مسلمانوں کو کسی کی مدد حاصل کرنے کے لیے معیار یہ ہونا چاہیے کہ وہ عدل و انصاف اور نیکی کے اصول کو اپنانے والے ہوں۔

اس واقعہ نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ دشمنان اسلام آج سے نہیں بلکہ ہمیشہ سے مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کرنے کے لیے برادری اور وطنیت کا حربہ استعمال کرتے ہیں اور جب اور جس وقت موقع مل جاتا ہے اس سے کام لے کر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتے ہیں افسوس کہ زمانہ دراز سے پھر مسلمان اس سبق کو بھول گئے اور غیر مسلموں نے مسلمانوں کی اسلامی وحدت کو ٹکڑے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرنے میں پھر وہی شیطانی جال پھیلا دیا اور عام مسلمان اس جال میں پھنس کر باہمی خانہ جنگیوں کے شکار ہوگئے۔

اور کفر و الحاد کے مقابلہ کے لیے ان کی متحدہ قوت پاش پاش ہوگئی صرف عربی و عجمی ہی نہیں بلکہ عربوں میں مصری، شامی، حجازی، یمنی، عراقی و کویتی بن گئے اور پاکستان میں پنجابی، بنگالی، سندھی، ہندی، سرحدی اور بلوچی باہم آویزش کا شکار ہوگئے دشمنان اسلام نے ہر طبقہ و گروہ کو تعاون و تناصر کا لالچ دے کر اپنا غلام بنا لیا ہے اور تمام مسلمان ان کے ہاتھوں کا کھلونا بنکر رہ گئے ہیں۔
اس کی واضح مثال عراق و کویت کی خانہ جنگی ہے، غیر مسلم اتحادیوں نے محض اپنے مفادات کی خاطر اعانت مسلم کا اور امن عالم نعرہ لگایا اور ان قوتوں کو مزید بیس سال پیچھے دھکیل دیا؛
کاش آج بھی مسلمان اپنے قرآنی اصول اور ہدایات رسول پر غور کریں غیروں کے سہارے جینے کی بجائے خود اسلامی برادری کو مضبوط بنائیں تو آج بھی نصرت خداوندی کا مشاہدہ کھلی آنکھوں سے ہونے لگے؛[۱]

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

تاریخ ہے شاہد کہ سر مرد مسلمان
کٹتا ہے تو کٹ جائے مگر جھک نہیں سکتا؛

اس موضوع پر قرآن مجید میں بے شمار آیات ہیں جن کی تشریح کی اس مختصر مقالے میں گنجائش نہیں۔ صرف چند مزید آیات اور ان کا ترجمہ لکھا جاتا ہے اُن آیات کو یہ فریق ثانی جو غیر مسلموں سے استعانت کو ناجائز کہتا ہے اپنا مُستَدَل بناتے ہیں۔

یاایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیآء[۲]

ترجمہ: اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں (غیر مسلموں) کو دوست نہ بناؤ۔

---

[۱] معارف القرآن مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ج ۸ ص ۴۵۴
[۲] المتحنہ $\frac{۱}{۲۸}$

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۷۔ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ^لہ^

ترجمہ: اور تم انہیں جہاں پاؤ ہلاک کر دو اور نکالو ان کو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکال دیا اور کفر سخت تر ہے قتل سے۔

۸۔ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ^۲ہ^

ترجمہ: اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کفر نہ رہنے اور اللہ تعالیٰ کا دین خالص ہو جائے اور اگر وہ باز آجائیں تو سوائے ظالموں کے کسی پر زیادتی نہ کرنا۔

۹۔ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ^۳ہ^

ترجمہ: اور ان سے مقابلہ کرو یہاں تک کہ کفر باقی نہ رہ جائے اور دین سارا اللہ کا رہ جائے۔

۱۰۔ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ^۴ہ^

ترجمہ: یعنی جن پر ظلم کیا گیا انہیں مقابلہ کی اجازت دے دی گئی ہے اور بلاشبہ اللہ ان کی مدد پر قادر ہے اور وہ لوگ جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے اس جرم پر کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے۔

۱۱۔ وقاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم ^۵ہ^

---

^لہ^

^۲ہ^

^۳ہ^ انفال

^۴ہ^ حج ۴۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ: اور سب مشرکین سے قتال کرو جیسے کہ وہ تم سے لڑتے ہیں۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ [1]

ترجمہ: ان لوگوں سے جہاد کرو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائے نہ یوم آخرت پر ایمان لائے اور نہ اس چیز کو حرام جانتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کی اور نہ یہ اہل کتاب سچے دین کو قبول کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ جزیہ دینے لگیں۔

حدیث قتال

۱۲۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یشہدوا ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ فان فعلوا ذلک عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحق الاسلام وحسابھم علی اللہ[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک مقاتلہ کروں جب تک وہ کلمہ توحید اور رسالت محمدی پر ایمان نہ لے آئیں نماز نہ قائم کریں اور زکوٰۃ نہ دیں اور اگر وہ یہ سب کچھ کرنے لگیں تو اپنی جان ومال کو مجھ سے محفوظ کرلیں گے سوائے اس کے کہ اسلام کے اصول کے مطابق ان سے مواخذہ کی نوبت آئے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔

۱۳۔ خدائے بزرگ وبرتر نے قرآن کریم میں بہت سی آیات میں مسلمانوں کو ممانعت کی ہے کہ وہ کافروں کو دوست نہ بنائیں ان سے ربط ومحبت کے تعلقات قائم نہ کریں ان آیات

---

[1]

[2]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان، غیر مسلموں کو نہ اپنا حلیف بنا سکتے ہیں نہ ان سے موالات کر سکتے ہیں ارشادِ ربانی ہے۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؎۱

ترجمہ: مسلمانوں کے لیے زیبا نہیں کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنائیں۔

۱۴۔ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ؎۲

۱۵۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِيْنًا ؎۳

ترجمہ: اے مسلمانو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر خدا کی کھلی حجت قائم کر لو۔

محاکمہ

ڈاکٹر احمد الشبلی اپنی تصنیف العلاقات الدولیہ میں ان دونوں فریقوں میں محاکمہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

فقد رأينا ان اعداء الاسلام تجمعوا ضد الاسلام فمن اللازم اولاً ان يجتمع المسلمون ويوالي بعضهم بعضاً وتجمع المسلمين شئ طبيعي في مواجهة التجمع الذي اتخذ اساسه معارضة الاسلام ومحاربة المسلمين

؎۱ آل عمران آیت ۲۸

؎۲ النساء : ۸۹

؎۳ النساء : ۱۴۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ونقصد بالخروج على هذا التجمع عدم الاستجابة للتعاون مع المؤمنين اما اذا وصل الخروج الى موالاة الاعداء فذالك خروج عن قانون الاسلام او ارتداد عن الاسلام ؎[1]

ترجمہ: یقیناً ہم نے اسلام کے دشمنوں کو دیکھا ہے کہ وہ اسلام کی مخالفت میں متحد ہو چکے ہیں تو ہم پر بھی اولاً یہی لازم ہے کہ تمام مسلمان متحد و مجتمع ہو جائیں اور ایک دوسرے سے موالات و تعاون کریں اور مسلمانوں کا اتحاد ایک طبعی و فطری عمل ہوگا غیر مسلموں کے اس اجتماع کے مقابلہ میں جس کو اسلام کے مقابلہ کیلیے اساسی حیثیت حاصل ہے اور ہمارا مقصد اس اتحاد کے مقابلہ میں نکلنے سے یہی ہے کہ غیر مسلموں کا تعاون مسلموں کے لیے قبول نہ کریں اگر ہم دشمنان اسلام سے موالات کرتے ہیں تو پھر یہ قانون اسلام سے خروج ہوگا یا اسلام سے ارتداد کے مترادف ہوگا جیسے کہ آل عمران کی آیت ۲۸ سے واضح ہے۔

ڈاکٹر احمد الشلبی نے الاستعداد اللجہاد کے عنوان سے طویل بحث لکھی ہے جس کا نتیجہ یہی نکلتے ہیں کہ اس دور میں تو غیر مسلموں سے اعانت و استعانت تو آبیل مجھے مار والی مثال ہے۔ اور آخر میں آیت تحریر کرتے ہیں۔

ولنختم هذه القضية باٰية ذكرنا من قبل هي قوله تعالى ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة ؎[2]

ہم اس قصے کو اس آیت پر ختم کرتے ہیں جس کو ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو۔

وقد ربطها اكثر المفسرين بالحرب الى قوله فالائمة

؎[1] العلاقات الدولیہ دکتور احمد الشلبی ص ۱۲۵ مکتبۃ النہضۃ المصریۃ

؎[2] البقرہ : ۹۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

التی لاتستعدو لاتضحی ببعض مالها وبعض رجالها
تجلب الذلة والفناء لکل الرجال وکل الاموال ؎

اکثر مفسرین نے اس آیت کو جنگی حالات کے ساتھ مربوط کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے مراد جہاد کے لیے اپنے مال اور جان کو قربان نہ کرنا ہے توجب امت مسلمہ مالی اور جانی قربانی دینے سے کترانے لگتی ہے تو پھر یہ صورت ان کے تمام مال اور رجال یعنی مردوں کو ہلاکت و تباہی کی طرف لے جاتی ہے لہذا اگر ہم اپنی بقا چاہتے ہیں تو پھر غیر مسلموں سے التجا اور استعانت کی بجائے مسلمانوں سے التجا اور استعانت کی راہ اپنائیں ۔

قارئین کرام : اب تک آپ نے علماء عصر کے دو فریق کا نظریہ و دلائل پڑھے لیکن آپ کے اذہان میں تصور پیدا ہوگا کہ ان دو فریق سے مراد کون ہیں ۔

لِلْعَاقِلِ یَکْفِی الْاِشَارَةُ کے قول کے مطابق صرف اشارہ کر دیتے ہیں کہ اس مسئلے پر بحث اس وقت زوروں پر تھی جب تقسیم ہند کی تحریک چل رہی تھی علماء کا ایک فریق موالات بالکفار کی صورت میں غیر مسلموں سے ہر قسم کی استعانت کو جائز کہہ رہا تھا اور ایک فریق ناجائز

ہر دو افکار پر محاکمہ

جو علماء استعانت بالکفار کے جواز کے قائل ہیں وہ اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ کی تعبیر اختیار کرتے ہیں ۔

اور کہتے ہیں اس صورت میں غیر مسلموں کی فتنہ انگیزی سے بچنے کی راہ نکل سکتی ہے اور امن و امان کی بے شمار صورتیں نکلتی ہیں ؟

اور جو علماء عدم جواز کے قائل ہیں وہ آیات قتال اور غیر مسلموں کی جبلّی اسلام دشمنی کی بنا پر ان کے کردار سے غیر مطمئن ہو کر استعانت بالکفار کو ناجائز کہتے ہیں ۔

آپ کے ذوق طبعی کے لیے اب ہم فقہاء کے اقوال بھی پیش کر دیتے ہیں تاکہ اس مسئلے پر مزید روشنی حاصل کی جا سکے ۔

فقہاء امت کے اقوال

قال فی النّیل والی عدم جواز الاستعانة بالمشرکین ذھب

؎ العلاقات الدولیہ دکتور احمد الشلبی ص ۱۲۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جماعة من العلماء وهو مروی عن الشافعی وحکی فی البحر عن ابی حنیفة واصحابه انها تجوز الاستعانة بالکفار والفساق حیث یستقیمون علی اوامره ونواهیه [۱]

نیل الاوطار میں ہے کہ مشرکین سے استعانت (مدد) کے عدم جواز کی طرف علماء کی ایک بہت بڑی جماعت گئی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی قول مروی ہے اور بحر الرائق میں امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا قول لکھا ہے کہ وہ کفار اور فساق (بدکردار) لوگوں سے استعانت کو جائز کہتے ہیں جبکہ غیر مسلم اور فساق اسلامی حکومت کے قانون اور رائے کے تحت کام کر رہے ہوں؟

وشرط بعض اهل العلم لا تجوز الاستعانة بالکفار والفساق الاحیث مع الامام جماعة من المسلمین یستقل بهم فی امضاء الاحکام الشرعیة علی الذین استعان بهم لیکونوا مغلوبین لاغالبین کما کان عبد اللہ بن اُبیّ ومن معه من المنافقین مما یخرجون للقتال مع النبی صلی اللہ علیه وسلم وهم کذالک [۲]

اور بعض اہل علم نے شرط لگائی ہے کہ غیر مسلموں اور فاسقوں سے دفاعی امداد لینا اس وقت جائز ہے جبکہ امام (حکمران) کے ساتھ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت ہو کہ امام (حکمران) ان کی مکمل جماعت کی وجہ سے غیر مسلموں پر قوانین شرعیہ (جنگی ضابطے) نافذ کر سکتا ہو اور غیر مسلم مغلوب ہوں غالب نہ ہوں جیسے کہ عبد اللہ بن اُبیّ اور اس کی منافق جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتال (جنگ) کے لیے نکلتی تھی اور ان کی یہی حالت (مغلوب ہونا) ہوتی تھی۔

---

[۱] اعلاء السنن مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ج ۱۲ ص ۵۰ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی۔

[۲] ایضاً ج ۱۲ ص ۵۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کے برعکس جب غیر مسلموں کی طاقت افرادی و مادی زیادہ ہو اور مسلمان ان کے ماتحت ہو کر جنگ کر رہے ہوں تو غیر مسلموں سے امداد لینا جائز نہ ہوگا۔

عدم جواز کے مستدلات

والحاصل ان الظاهر من الادلة عدم جواز الاستعانة بمن كان مشركا مطلقًا لما فی قوله صلی الله علیه وسلم انا لا نستعین بالمشركین من العموم وتمام الحدیث هذا عن عائشة رضی الله عنها قالت خرج النبی صلی الله علیه وسلم قبل بدر فلما كان بحرة الوبرة ادركه رجل كان تذكر منه جرأة ونجدة ففرح به اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم حین رأوه فلما ادركه قال جئت لاتبعك فاصیب معك فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم تؤمن بالله ورسوله قال قال لا قال فارجع فلن استعین بمشرك[1]

ترجمہ: حاصل کلام یہ کہ دلائل سے ظاہراً تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً مشرکین سے مدد لینا جائز نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم مشرکین سے مدد نہیں لیتے۔ اور مکمل حدیث یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کی طرف جا رہے تھے تو ایک شخص حرّۃ الوبرۃ اور ایک روایت میں مقام بیدا تک پہنچ چکے تو ایک شخص آپ کے پاس آن پہنچا جو جرأت اور بہادری میں بہت مشہور تھا اور جنگی تجربہ کار بھی تھا اصحاب رسول بہت خوش ہوگئے اس کو دیکھ کر۔ جب وہ آپ کے قریب آیا اور کہنے لگا میں آپ کی کمان میں لڑائی میں شریک ہونا چاہتا ہوں اور آپ کے ساتھ رہ کر ہر قسم کی مصیبت و تکلیف اٹھانے کو تیار ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] اعلاء السنن مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ج ۱۲ ص ۵۱۔ ۵۰ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے پوچھا کیا تو اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا واپس لوٹ جا ہم مشرک (غیر مسلم) سے امداد نہیں لیتے۔

دوسری حدیث عن خبیب بن عبد الرحمٰن عن ابیہ عن جدہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یرید غزوًا انا ورجل من قومی ولم نسلم فقلنا انا نستحی ان یشھد قومنا مشھدًا لا نشھدہ معھم فقال اَسلمتما فقلنا لا۔ فقال انا لا نستعین بالمشرکین علی المشرکین فاسلمنا وشھدنا معہ رواہ احمد والشافعی والبیھقی والطبرانی [1]

حضرت خبیب بن عبد الرحمٰن اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ کسی غزوہ کے لیے جا رہے تھے ہم نے عرض کی کہ ہمیں شرم آتی ہے کہ ہماری قوم تو جنگ میں شریک ہو اور ہم ان کے ساتھ نہ جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم اسلام لا چکے ہو۔ ہم نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا ہم مشرکین کے مقابلہ میں مشرکین سے امداد نہیں لیتے۔ تو ہم مسلمان ہو گئے اور آپ کے ساتھ اس غزوہ میں شریک ہوئے روایت کیا احمد اور شافعی اور بیہقی اور طبرانی نے اور اسکے راوی ثقہ ہیں؟

وفی شرح السیر ایضًا لا ینبغی للمسلمین ان یقاتلوا اھل الشرک مع اھل الشرک لان الفئتین حزب الشیطان وحزب الشیطان ھم الخاسرون فلا ینبغی للمسلم ان ینضم الی احد الطائفتین فیکثر سوادھم ویقاتل دفعا عنھم وھذا لان حکم الشرک ھو الظاھر واعلم

---

[1] نیل الاوطار ج ۷ ص ۱۲۵، اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انما يقاتل لنصرة اهل الحق لاظهارا اهل الشرك ولا ينبغي ان يقاتل احد من اهل العدل احدًا من الخوارج مع قوم اٰخرين من الخوارج اذا كان حكم الخوارج هو الظاهر لان اباحة القتال مع الفئة الباغية من المسلمين ان رجعوا الى امر الله [1]

ترجمہ: اور شرح السیر میں ہے کہ مسلمانوں کے لیے مناسب نہیں کہ مشرکوں کے ساتھ مل کر مشرکوں کے خلاف جنگ کریں کیونکہ دونوں جماعتیں شیطان کا گروہ ہیں اور شیطان کا گروہ خسارے میں ہوتا ہے لہذا مسلمان کو مناسب نہیں کہ وہ کسی ایک گروہ کے ساتھ مل کر ان کی جماعت کو بڑھائے اور ان کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے کیونکہ شرک کا حکم تو ظاہر ہے (کہ شرک ظلم عظیم ہے) اور مسلمان تو اہل حق کی نصرت کے لیے لڑتا ہے اہل شرک (یعنی غیر مسلم) کے غلبے کے لیے تو نہیں لڑتا۔

نیز اہل عدل (مسلمان) کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ خوارج (باغی گروہ) کے ساتھ مل کر خارجیوں کے مقابلہ میں لڑیں کیونکہ خوارج کا حکم بھی ظاہر ہے (کہ وہ اسلام سے خارج ہیں) بلکہ مسلمانوں کو یہ جائز کر دیا گیا ہے کہ وہ اس باغی گروہ سے قتال کریں تاکہ وہ اللہ کے حکم کی طرف واپس لوٹ آئیں۔

تاہم ان مستدلات سے واضح ہو رہا ہے کہ کسی قسم کے غیر مسلم کی امداد لینا درست نہیں خواہ وہ خوارج کی شکل میں ہوں یا مشرک اور اہل کتاب کی شکل میں۔ کیونکہ یہ سب حزب الشیطان ہیں۔

استعانت بالکفار کے جواز کے مستدلات

عن ذی مخبر قال سمعت رسول اللہ

[1] اعلاء السنن ج ۱۳ ص ۵۵ کتاب السیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صلی اللہ علیہ وسلم یقول ستصالحون الروم صلحًا و تغزون انتم وھم عدوًّا من ورائکم رواہ احمد و ابو داؤد ورجال اسناد ابی داؤد و رجال الصحیح [1]

ترجمہ: حضرت ذی مخبر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تم عنقریب اہل الروم (نصاریٰ) سے صلح کروگے وہ اور تم اکٹھے مل کر ایک تیسری قوم (یہود) کے ساتھ جنگ کروگے۔

۲۔ عن الزھری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استعان بناس من الیھود فی خیبر فی حربہ فاسھم لھم رواہ داؤد فی مراسیلہ وفی روایۃ ابن عباس استعان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وزاد ولم یسھم لھم [2]

امام زہری فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد حاصل کی یہودیوں سے خیبر کے موقع پر انہیں کے خلاف جنگ کرنے میں اور مال غنیمت میں سے بھی ان کو حصہ دیا۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے امداد تو لی مگر حصہ نہیں دیا۔

قلت فیہ جواز الاستعانۃ بالکفار فمن خصصہ باھل الکتاب کالطحاوی یتخلص عنہ بان الروم من اھل الکتاب فلا اشکال ومن قال بالعموم یقیدہ بکون الاسلام ھو الظاھر علیھم یومئذٍ واللہ اعلم [3]

مولانا ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں غیر مسلموں سے امداد لینے

---

[1] نیل الاوطار ج ۷ ص ۱۲۷ ۔ اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۳

[2] التلخیص الحبیر لابن الحجر ج ۲ ص ۳۶۹ اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۳

[3] اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی اجازت اور جواز معلوم ہو رہا ہے پھر امام طحاویؒ جیسے لوگوں نے اس کو اہل کتاب کے ساتھ خاص کیا ہے کہ رومیوں سے مراد اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ہیں تو کوئی اشکال نہیں اور جس نے اس کو عام رکھا ہے یعنی سب غیر مسلم مراد لیے ہیں تو پھر وہ اس کو مقید کرتے ہیں اس بات سے کہ ساتھ اس وقت اسلام کا غلبہ ہوگا۔ ایسی حالت میں غیر مسلموں سے امداد لینا جائز ہے۔

کیا اہل کتاب بھی مشرک ہیں

والصحیح ما اخبرنا الحافظ ابو عبد اللہ فساق بسندہ الی ابی حمید الساعدی قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا خلف ثنیۃ الوداع اذا کتیبۃ قال من ھؤلاء قالو بنی قینقاع رھط عبد اللہ بن سلام قال واسلموا قالوا لا قال قل لھم فلیرجعوا فانا لا نستعین بالمشرکین له

ترجمہ: حافظ عبد اللہ نے ابو حمید ساعدی کی سند سے جو ہمیں خبر دی ہے وہ زیادہ صحیح ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ کے لیے ثنیۃ الوداع کے قریب پہنچے تو ایک چھوٹا سا لشکر وہاں موجود تھا آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو جواب ملا کہ یہ عبد اللہ بن سلام کا قبیلہ بنو قینقاع ہے آپ نے پوچھا کیا مسلمان ہو چکے ہیں جواب ملا نہیں تو آپ نے فرمایا ان کو کہو واپس چلے جائیں ہم مشرکوں سے امداد نہیں لیتے۔

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قلت وھذا یرد علی من جوز الاستعانۃ باھل الکتاب فان بنی قینقاع من الیھود ٢ه

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اس روایت سے ان لوگوں پر اعتراض وارد ہوتا ہے

له التلخیص ج ۲ ص ۳۶۹

٢ه اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو اہل کتاب سے امداد لینا جائز سمجھتے ہیں کیونکہ بنی قینقاع یہودی تھے مگر آپ نے انہیں مشرکین کہہ کر واپس کر دیا۔

لیکن اس اعتراض کا یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ چونکہ آپ کو علم تھا کہ ان کے عقائد مشرکانہ ہو چکے ہیں لہٰذا ان کا حکم مرتدین کی طرح ہو گیا۔ یعنی جو لوگ اسلام سے مرتد ہو کر یہودیت یا نصرانیت اختیار کر لیں تو جس طرح ان کا حکم اہل کتاب کی طرح نہیں ہوتا اسی طرح بنو قینقاع بھی یہودیت سے شرک کی طرف چلے گئے تھے۔ تو آپ نے ان سے امداد نہ لی؟

نتیجہ نتیجہ یہ نکلا کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کا جب عقیدہ مشرکانہ ہو پھر بالاجماع ان سے امداد لینا جائز نہیں (موجودہ زمانہ کے اہل کتاب تو حقیقۃً مشرکانہ نظریات رکھتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو خداوند یسوع مسیح کہتے ہیں اور ان کے مصلوب ہونے کی بھی قائل ہیں گلے میں نکٹائی باندھتے ہیں یہ اسی عقیدہ کے اظہار ہی کی تو علامت ہے) (مرتب)

احناف علماء کی رائے

ولعله صلی اللہ علیہ وسلم سماھم مشرکین لکونھم من خلفاء عبد اللہ بن ابی بن سلول فھولاء لما حالفوا المنافق صاروا کالمشرکین فکان لھم حکمھم فلذالک منعوا وسموا مشرکین قاله الطحاوی کما فی المعتصر[1]

ترجمہ: شاید کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام مشرکین رکھا اس بنا پر کہ انہوں نے رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول کے ساتھ حلیفی اختیار کر لی تھی جب یہودی منافقوں کے حلیف بن گئے تو وہ بھی مشرکین کی طرح بن گئے تو ایسے یہودیوں کا حکم مشرکین رکھ دیا گیا ہے جیسے کہ امام طحاوی نے المعتصر ج ا ص ۲۴۶ میں کہا ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ

بان بنی قینقاع کانوا اھل منعة یومئیذ وکانوا لایقاتلون

---

[1] شرح السیر ج ۳ ص ۱۸۷، اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحت رایۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندنا اذا کانوا بھذہ الصفۃ فانہ یکرہ الاستعانۃ بھم کذا فی شرح السیر[1]

ترجمہ: کہ بنو قینقاع کو اس یوم اس لیے منع کیا گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے نہیں لڑنا چاہتے تھے (یعنی وہ آپ کی ماتحتی میں جنگ میں شریک نہیں ہو رہے تھے بلکہ وہ دراصل عبداللہ ابن ابی منافق کی امداد کے لیے آئے تھے) اور عندالاحناف اس صفت کے لوگوں سے امداد لینا مکروہ ہے۔

عندالاحناف غیر مسلموں سے استعانت کی اہم شرائط

جب ہم ان سب احادیث اور اقوال پر تدقیقی نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں غیر مسلموں سے امداد حاصل کرنے کے لیے اہم شرطیں مندرجہ ذیل معلوم ہوتی ہیں۔

۱ - یہ کہ وہ حکومت اسلامیہ کے امر و نواہی (قوانین وضوابط) کے پابند رہیں گے۔

۲ - مسلمان حکمرانوں کے پاس اتنی قوت ہو کہ وہ ان غیر مسلموں پر غالب رہیں گے نہ کہ مغلوب۔

۳ - غیر مسلم ظاہراً و باطناً مخلصانہ طور پر مسلمانوں کی امداد کے لیے آئے ہوں نہ کہ اپنے غیر مسلموں کی حمایت کے لیے جیسے کہ بنو قینقاع منافقین کی مدد کے لیے آئے تھے؟

۴ - ضرورت کے وقت جبکہ مسلمانوں کی داخلی و خارجی طاقت کمزور ہو جیسے کہ میثاق مدینہ کے اسباب وعلل سے واضح ہوتا ہے۔

۵ - جبکہ ان کو ایسے عہدے و اختیارات نہ سپرد کئے گئے ہوں کہ جن سے ان کو اعزاز ملتا ہو اور مسلمانوں کو مذلت (مثلاً ویٹو کا حق) جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو منع کر دیا تھا کہ غیر مسلم کو منشی بھی نہ بنایا جاوے۔

۶ - جبکہ امید ہو کہ ان سے امداد لینے میں ان کے اسلام لانے کی امید ہے۔

ان سب شرائط سے مفہوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم مجاہدین سے دفاعی استعانت ہرگز

---

[1] شرح السیر ج ۳ ص ۱۸۷ اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جائز نہیں اور غیر مسلم منافقین سے بعض مصالح کی بنا پر امداد لی جا سکتی ہے جبکہ وہ اپنے عقائد اور نظریات کا پرچار نہ کریں۔

زہر بن جائے جو زندگی کے لیے
مجھ کو ایسا نوالہ نہیں چاہیے

ایک فتویٰ کی نقل

سوال: کیا نبی مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کو شریک کر کے جنگ کی ہے۔ المستفتی نمبر ۲۵۱۶ جولائی ۱۹۳۹ء ۱۳۵۸ھ جمادی الآخر۔

جواب: یہود کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ دیں گے اور درمختار میں ہے

مفادة جواز الاستعانة بالكافر عند الحاجة وقد استعان عليه الصّلوٰة والسّلام باليهود على اليهود [1]

یعنی عبارت ماقبل کا مفاد یہ ہے کہ کافر سے حاجت کے وقت جنگ میں مدد لینا جائز ہے اور آنحضرت نے یہود کی ایک جماعت سے دوسری جماعت کے خلاف مدد لی اس کے بعد یہ ذکر فرمایا کہ آنحضرت نے غزوہ بدر میں تو کافر کی مدد لینے سے انکار کر دیا تھا مگر اس کے بعد غزوہ خیبر میں یہود بنی قینقاع سے اور غزوہ حنین میں صفوان بن امیہ مشرک سے مدد لی۔ تو غزوہ بدر میں استعانت سے انکار فرمانا اس لیے تھا کہ مدد لینا نہ لینا دونوں باتیں جائز تھیں یا اس لیے مدد نہ لی کہ غزوہ بدر میں مدد لینا جائز نہ تھا پھر غزوہ حنین میں یہ حکم منسوخ ہو گیا تو آپ نے ان سے مدد لے لی [2]

فتویٰ نمبر ۲

کفار و مشرکین سے موالات کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۲۔ ہندو کافر اور مشرک ہیں یا اہل کتاب۔

---

[1] درمختار ج ۳ ص ۲۵۵۔ [2] کفایت المفتی ج نہم ص ۳۹۵ مطبوعہ کراچی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جواب: ہندوستان کے ہندوؤں کے ساتھ تمام محکموں میں تجارت صنعت زراعت میں مسلمانوں کا علیحدہ رہنا تو مشکل ہے اس لیے ان کے ساتھ اپنے دین کی حفاظت کے ساتھ شرکت مباح ہے ہندو اور اہل کتاب دونوں کافر اور مشرک ہیں اور اہل کتاب زیادہ مضر ہیں کیونکہ آج کل مادی طاقتیں زیادہ تر ان کے ہاتھ میں ہیں اسی طرح انگریزوں میں سینکڑوں نام ایسے لیے جاسکتے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی سلطنتوں کو تباہ کیا اور مسلمانوں کی قوت و شوکت مٹائی اور آج بھی مٹا رہے ہیں [1]

اسی طرح کفایت المفتی جلد نہم صفحہ ۴۳۵ پر ایک فتویٰ ترک موالات بالکفار لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دشمنانِ خدا اور رسول اور دشمنان اسلام اور مسلمین سے ترک موالات کرنا ایک مذہبی فریضہ ہے۔

موجودہ دور کے علماء کے فتاویٰ کی روشنی میں بھی ہم اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ موجودہ حالات میں غیر مسلموں سے استعانت مسلمانوں کے لیے سخت مُضر ہے کیونکہ آج کل کے غیر مسلموں کے نظریات اور خیالات مسلمانوں کے بارہ میں بہت خطرناک ہیں اور ان کے اتحاد صرف اسی بنا پر ہیں کہ مسلمانوں کی قوت و شوکت کو بالکل ختم کر دیا جائے اور ان کو خالی ہاتھ کر کے اپنی گیند بنا لیا جائے۔ اور جہاں چاہیں جدھر چاہیں ان کو پھینک دیا جائے۔

غضب ہے کہ پابند اغیار ہو کر — مسلمان رہ جائیں یوں خوار ہو کر
اٹھے ہیں جفا پیشگانِ مہذب — ہمارے مٹانے پہ تیار ہو کر
تقاضائے غیرت یہی ہے عزیزو!
کہ ہم بھی رہیں ان سے بیزار ہو کر!

غیر مسلموں کے نظریہ کی ایک مثال

مسجد اقصیٰ پر اسرائیلی قبضہ کے بعد ایک یہودی سردار حاخام اکبر نے کہا مسجد اقصیٰ پر قبضہ کر لینے کے بعد یقیناً ہمیں خوشی ہوئی ہے لیکن ہماری یہ خوشی اس وقت تک پوری نہیں ہو سکتی

---

[1] کفایت المفتی ج ۹ ص ۴۳۳ مطبوعہ سکندر علی تاجران کتب کراچی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جب تک ہم مدینہ منورہ میں اپنے پرانے مکانوں اور قلعوں کو واپس نہ لے لیں اور جب تک ہم مدینہ کے ایک ایک باشندے کے ساتھ قتل وخون کا وہی معاملہ نہ کریں جو مسلمانوں نے ہمارے بڑوں بنی قریظہ بنی قینقاع بنونضیر اور اہل خیبر کے ساتھ کیا تھا[1]

نیز سقوط بیت المقدس کے موقع پر امریکہ نے کسی لگی چھپی سے کام لیے بغیر واضح الفاظ میں کہا تھا کہ امریکہ مشرق وسطیٰ کی موجودہ ریاستوں کی سرحدوں میں کسی رد و بدل کی اجازت نہیں دیگا اور عقبہ کی ناکہ بندی کو وہ خلاف قانون قرار دیتا ہے یعنی امریکہ عربوں کو یہ اجازت نہیں دیگا کہ وہ اسرائیل کو ختم کرنے کے لیے کوئی فوجی کاروائی کریں اور اگر ایسی کوئی کاروائی ہوئی تو امریکہ ہر ممکن خرابی اور مزاحمت کرنے سے نہیں رکے گا[2]

امریکہ کے اس ریمارکس سے کیا قرآن مجید کی اس آیت کی تائید نہیں ہوجاتی ۔

یایھا الذین امنوا لاتتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض[3]

ترجمہ :۔ اے مسلمانو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے خلاف سازشوں میں ایک دوسرے کے دوست ہیں ۔ اسی طرح کے خوفناک جارحانہ عزائم ہر غیر مسلم کے روز آخر تک جاری ہیں اور جاری رہیں گے خلیج کے مسئلہ پر ذرا نظر ڈالئے تو کفر اپنے تمام تر عزائم کے ساتھ منافقانہ اور عیارانہ چال چل کر مسلم قوت کو پاش پاش کرتا دکھائی دے رہا تھا ؟ عجیب چال کے ساتھ پہلے کویت کی داخلی قوت کو ختم کیا پھر عراق اور سعودی شوکت خاک میں ملاکر رکھ دی ؟ اب اس کی نظر پاکستان پر ہے ؟ اگر غیر مسلم ہمارا بھی خواہ ہوتا تو کشمیر میں ظلم وستم ختم کرنے کے لیے ذرہ تو خم کھاتا اور اقوام متحدہ وسلامتی کونسل کی پاس شدہ قراردادوں پر عملدرآمد کے لیے کبھی تو ویٹو کا حق استعمال کرتا ۔

---

[1] عرب واسرائیل مرتبہ عارف دھلوی ص ۴۶ مکتبہ فرینڈ پبلیکیشنز حسین آگاہی ملتان

[2] ایضاً ص ،،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حکمت مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز
ہوگیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو
مضطرب ہے تو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز

(اقبال)

سوال: اس مسئلے میں کہ غیر مسلموں سے استعانت لینا غیر مسلموں کے مقابلہ تو علماء مت نے مختلف توجیہات اور آرا پیش کی ہیں۔ اب سوال یہ باقی رہ جاتا ہے کہ اگر مسلم ریاست پر مسلم ریاست ہی حملہ آور ہو تو ایسی صورت میں غیر مسلموں سے امداد لینا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: وقد روی عن الشافعی المنع من الاستعانة بالکفار علی المسلمین لان فی ذالک جعل سبیل الکافر علی المسلم وقد قال اللہ تعالیٰ ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً[1]

ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں غیر مسلموں سے امداد لینا منع ہے کیونکہ اس میں کافر کو مسلمان پر غلبہ کا راستہ دینا ہے اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہرگز نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے مؤمنوں پر کوئی راستہ۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے واضح ہوگیا کہ اگر مسلم ریاستیں آپس میں حملہ آور ہوں تو انہیں غیر مسلموں سے امداد لینا جائز نہیں بلکہ انہیں صلح کی راہ اختیار کرنی چاہیے جیسے کہ قرآن مجید کی ان آیت سے واضح ہوتا ہے فرمایا کہ:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا
فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ
اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا
اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا

---

[1] اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۱ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ [1]

ترجمہ۔ اگر مسلمانوں کے دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ کرا دو پھر اگر ایک گروہ بغاوت کرے دوسرے پر تو تم سب لڑو اس باغی گروہ سے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے پھر اگر وہ گروہ لوٹ آیا تو ان دونوں میں صلح کرا دو انصاف کے ساتھ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتے ہیں۔

سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں سو ملاپ اور صلح کرا دو اپنے دو بھائیوں میں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تشریح سببِ نزولِ آیت کا تو مسلمانوں کے دو گروہوں کا آپس میں تصادم ہے اس آیت کے اصل مخاطب تو اولوالامر اور ملوک ہیں جن کو قتال اور جہاد کے وسائل حاصل ہیں اور بالواسطہ تمام مسلمان اس کے مخاطب ہیں کہ وہ اس معاملے میں اولوالامر کی اعانت کریں اور حکم یا امیر نہ ہو وہاں دونوں کو ترکِ قتال پر آمادہ کریں ورنہ دونوں گروہوں سے الگ رہیں (کمافی بیان القرآن)

مسائل متعلقہ مسلمانوں کے دو گروہوں کی باہمی لڑائی کی چند صورتیں ہیں ایک یہ کہ دونوں جماعتیں امام المسلمین کے تحتِ ولایت ہیں یا دونوں نہیں یا ایک ہے ایک نہیں پہلی صورت میں عام مسلمانوں پر لازم ہے فہمائش کر کے ان کو باہمی جنگ سے روکیں اگر فہمائش سے باز نہ آئیں تو امام المسلمین پر اصلاح کرنا واجب ہے اگر حکومت اسلامیہ کی مداخلت سے دونوں فریق جنگ سے باز آگئے تو قصاص اور دیت کے معاملے جاری ہوں گے اور اگر باز نہ آئیں تو دونوں فریقوں کے ساتھیوں کا معاملہ کیا جاوے گا اگر ایک باز آگیا اور دوسرا ظلم و تعدی پر جما رہا تو دوسرا فریق باغی ہو گا تو ان کو گرفتار کر کے توبہ کا حکم دیا جاوے اور ان سے آلاتِ جنگ سلب کر لیے جاویں [2]

---

[1] الحجرات آیت ۹-۱۰ پ۲۶

[2] معارف القرآن مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ج ۸ ص ۱۱۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس آیت سے علماء نے یہی صورت مستنبط کی ہے کہ مسلم ریاستوں کے تنازعات باہم مسلمانوں کو طے کرتے چاہئیں نہ کہ غیر مسلموں کو اس میں ثالثی بنا کر مسلم اختیارات کو سلب کیا جاوے ورنہ غیر مسلموں کو مسلمانوں پر تسلط کی راہ دینے کے مترادف ہوگا جو کہ بالاجماع ممنوع اور ناجائز ہے کیونکہ پہلے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ غیر مسلموں سے استعانت صرف اسی حد تک جائز ہے کہ وہ مغلوب ہوں غالب نہ ہوں؟

اس لیے موجودہ حالات میں استعانت بالکفار علی الکفار بھی مناسب نہیں تو استعانت بالکفار علی المسلمین کیسے صحیح ہے اس کا مطلب تو وہی ہوا (آبیل مجھے مار)

سورۃ نساء کی آیت نمبر ۵ میں بتایا جا چکا ہے قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ کہ مسلمانوں کے بارہ میں غیر مسلموں کا بغض ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکا ہے (برتن کے اندر جو کچھ ہوتا ہے وہی نکلتا ہے) تو لازماً ان کے دلوں میں بھی بغض بھرا ہوا ہوگا اگر ہم ان سے مدد لیتے ہیں تو ہمدردی کے روپ میں ان کو مسلمانوں کے ختم کرنے کا موقع بآسانی مل جائے گا۔

تاک میں بیٹھے ہیں مدت سے یہودی خونخوار
جن کی روباہی کے آگے ہیچ ہے زور پلنگ

اس لیے آج کے مسلمانوں کا یہ دینی فریضہ ہے کہ بقدر استطاعت ایٹمی قوت، جدید ترین میزائل ٹینک طیارے وغیرہ خود تیار کریں اور اپنا دفاع خود کریں اگر اپنے آپ کو کمزور سمجھتے رہیں گے تو

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

مسلم ممالک کو جو اللہ تعالیٰ نے تیل کی قوت دی ہے یہ تو ایسے ہے جیسے جسم کے لیے روح۔
اگر جسم (ٹینک طیارے وغیرہ) غیر مسلم کے پاس ہے تو روح (تیل) تو مسلم کے پاس ہے جب تک ان کے جسموں میں یہ روح ہی نہ ڈالیں تو وہ جسم کیسے حرکت کر سکتے ہیں تمام مسلم ممالک اپنی علیحدہ متحدہ کونسل قائم کر کے کسی ایک نہج پر مستقیم ہو جائیں تو میں سمجھتا ہوں غیر مسلم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہے ہیں، اور ہیں، فرعون میری گھات میں اب تک
مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے ید بیضا

اسلیے تو کب تک محکومی کے پنجرے میں بند رہے گا آزادی کے لیے حرکت کرنا تیرا کام ہے اور پنجرے کے تارے کو توڑ کر آزاد کرنا اللہ کا کام ہے جیسے یوسف علیہ السّلام نے زلیخا کے پھندے سے نکلنے کے لیے دوڑ لگائی تو بند دروازے خود بخود کھلتے چلے گئے ہمت مرداں مدد خدا۔

کب تک رہے محکومئ انجم میں میری خاک
یا میں نہیں یا گردشِ افلاک نہیں ہے

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تو

اسلیے اب یورپ کی غلامی سے آزاد ہو کر صرف اللہ پہ بھروسہ کریں اور نتیجہ دیکھیں کیا بدر و حنین کی طرح نصرت خداوندی آتی ہے یا نہیں۔

یورپ کی غلامی پہ رضا مند ہوا تو
مجھ کو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں

آزادی کا ہر لمحہ پیام ابدیّت
محکوم کا ہر لحظہ نئی مرگ مفاجات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام میں

بیع فاسد کا تصوّر

محفوظ احمد، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹیچرز ٹریننگ کالج فیصل آباد

تمام ادیانِ الہامی وغیر الہامی میں اسلام کو متعدد اعلیٰ انفرادی خصوصیات حاصل ہیں۔ جن میں سے ایک خصوصیت اس کی جامعیت واکملیت ہے اسلام جہاں تمام انسانیت کو معتقدات، عبادات اور اخلاقیات کی تعلیمات سے بہرہ ور کرتا ہے وہاں معاملات کے اعلیٰ اصولوں سے بھی مستفید کرتا ہے۔

اسلام میں معاملات کے معنیٰ باہمی لین دین اور خرید و فروخت کے ہیں۔ کتب فقہ میں ان مسائل کے لیے کتاب البیوع کے تحت ابواب قائم کئے گئے ہیں جن میں بیع وشرا کے ارکان وشرائط واقسام اور دیگر مباحث کے ساتھ ساتھ ان اسباب کا بھی ذکر کیا جاتا ہے جن سے کوئی بیع فاسد ہو جاتی ہے۔ زیر نظر مقالہ میں بیع فاسد ہی کے متعلق چند جدید مسائل کے تناظر میں بحث کی جائے گی۔

بیع وشرا کا لغوی مفہوم

بیع کی جمع بیوع ہے اور یہ مصدر ہے اس کا شمار اضداد میں ہوتا ہے۔ یعنی بیع کا لفظ خرید و فروخت دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ لفظ اپنی احادیث میں دونوں معانی میں استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ امام دارقطنی (م ۳۸۵ھ) نے یہ حدیث اپنی سنن میں نقل کی ہے جس کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے روایت کیا ہے۔

"نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبیع احدکم علیٰ

© rasailojaraid.com